السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سیدالفاضل الجلیل حضرت الاستاذ مولانا شیخ الحدیث صاحب/مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ:

میرے پاس ایک استفتاء آیا ہوا ہے کہ ریزگاری کی مصیبت آج کل بہت ہے حتیٰ کہ بچارے غرباء اپنی ضرورتیں پوری نہیں کرسکتے ایسی حالت میں بجائے اس کے ان بچاروں کی ہمدری کی جائے وہ لوگ کہاں تک صحیح راہ پر ہیں جو ریزگاری میں اپنا دھندا کررہے ہیں وہ روپیہ لے کر پندرہ آنے یا چودہ آنے واپس کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تو یہ انسانیت اور اخلاق ومروت کے خلاف ہے کہ اس غریب مصیبت کا مرا خود پریشان ہے اس کو اور چوس کر ظلم کی جائے اگر اس کو بھی سود نہی کہا جائے تو کیا ہے۔ مولانا امرتسری کے والد محترم اس کے جواز کے قائل ہیں جناب اس میں اپنی کارائے عالی رکھتے ہیں؟ اور اس کے مفصل دلائل کیا ہیں؟ مفتی (اعظم) بھی اسی طرف ہے جو کہ مولانا امرتسری کا خیال ہے۔ آپ جلد سے جلد برائے کرم جواب سے سرفراز فرمائیے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سونے اور چاندی کے اندر حرمت ربوا اور نسئہ کی حلت ائمہ ثلاثہ امام شافعی مالک احمد کے نزدیک ان کا خلقۃ ثمن ہونا ہے اور یہ علت کاغذ اور دوسری دھاتوں کے اندر متحقق نہیں ہے جو اصطلاحاً ثمن بنائی گئیں ہیں۔ آج کل موجودہ نئے روپیہ اور نئی چونّی اٹھنی میں محض برائے نام چاندی ہوتی ہے اور غش یعنی: دوسری دھاتیں زیادہ مقدار میں ہوتی ہیں اس لئے یہ مروجے سکّے قطعاً چاندی اور درہم کے حکم میں نہیں ہیں اور جب یہ روپیے چاندی کے حکم میں نہیں ہے تو اس کا قائم مقام نوٹ تو بدرجہ اولی چاندی کے حکم میں نہیں ہوگا بنا بریں موجود روپیہ یا نوٹ کے بدلے میں ریزگاری بٹہ کے ساتھ لین اور دین میں شرعاً جائز ہے اگر وہ ریزگاری پسہ ادھنی اکنی پرانی اور نئی اور دونی پرانی بڑی چونی ہے تو بٹہ کے ساتھ تبادلہ کرنے کا جواز بالکل کھلا ہوا ہے۔ کیوں کہ ان میں کسی کے اندر چاندی نہیں ہے اور روپیہ کے اندر محض بڑے نام ہوتی ہے جس کا اعتبار نہیں ہے تو گویا ایک دھات والے سکے (جس میں محض نام کی چاندی ہے) کی بیع دوسری سا اس دھات والوں سکوں کے عوض میں ہوئی جس میں نام کو بھی چاند نہیں اس لئے معاملہ میں کمی بیشی بلاشبہ جائز ہوگی اور بٹہ ممنوع نہیں ہوگا اور اگر یہ ریزگاری نئی چونی اور اٹھنی ہے تب بٹہ کے ساتھ تبادلہ جائز ہوگا کیونکہ جیسا روپیہ ہے ویسے ہی یہ چونیاں اور اٹھنیاں ہیں دونوں عوضوں میں سے ایک بھی چاندی کا سکہ نہیں ہے پس سا معاملہ میں ربو(سود) کا شبہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

ہاں آج کل غیر قدرتی بلکہ جعلی اور مصنوعی قحط کے زمانہ میں ریزگاری کا یہ معاملہ میرے نزدیک بیع مضطر میں داخل ہے اور آنحضرت نے بیع مضطر سے منع فرمایا۔ ابوداوٗد شریف میں ہے: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، -أَوْقَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ ابْنُ عِيسَى: هَكَذَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ -قَالَ: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِرُ عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ، وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ} [البقرة: 237] وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ «وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ، وَبَيْعِ الْغَرَرِ، وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ»

یقیناً اسلام ضرورت مندوں کی ضروت اور مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ پس ریزگاری کا موجودہ کاروبار اس قابل ہے کہ اس کو سختی سے روکا جائے۔ واللہ اعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب البیوع

صفحہ نمبر 332

محدث فتویٰ